# ہماری ادھوری کہانی

کشاف اقبال

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

# ہماری اُدھوری کہانی!

کشاف اقبال

اُس ریڈیو آر جے کی سچ بیتی، جس کا ملن اس جہاں میں اُدھورا رہ گیا تھا

وہ یکم فروری 2003ء کی خنک رات تھی۔ کارساز روڈ ہمیشہ کی طرح خاموش تھی۔ یوں جیسے کہ کوئی راز وہاں صدیوں کا دفن ہو۔ شاہراہِ فیصل کا وہ علاقہ میری ٹائم میوزیم، ارینا کلب، نامور پرائیویٹ یونیورسٹی نیشنل یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی (NUST) اور پاکستان نیوی انجینئرنگ کونسل (PNEC) کی وجہ سے جس قدر بیش بہا سمجھا جاتا تھا۔ مجھے وہ اتنا ہی خوفناک اور نہاں رازوں سے بھرا علاقہ لگتا تھا۔ جیسے وہاں کے چپے چپے پر کوئی نہ کوئی راز صدیوں کا دفن ہو۔ ایک خوف تھا مجھے اس علاقے خاص طور پر اس پل سے جسے 'کارساز برج' کے نام سے جانا جاتا ہے۔ مگر یہ میری مجبوری ہی تھی کہ مجھے ہفتے کے تین دن اسی راستے پر گزرنا پڑتا تھا۔

میں، آر جے تسمیہ سلیم ہوں۔ جو فروری کی 14 تاریخ کو اپنا سر نیم تبدیل کرنے والی تھی۔ آج یکم فروری کی رات تھی۔ میں ہمیشہ کی طرح اپنے مڈنائٹ ریڈیو شو 'ملن کا سفر' کے لیے بیس منٹ لیٹ ہوگئی تھی۔ ایک تو مڈنائٹ ریڈیو شو، اوپر سے کارساز کا ٹریفک۔ میں یہ جاب ہرگز نہ کرتی اگر مجھے آر جے بننے کا شوق نہ ہوتا۔ ورنہ کارساز پر آنے کے بعد تو میری حالت تشویش ناک ہوجایا کرتی تھی۔ اللہ اللہ کر کے بالآخر میں نے بارہ بج کر پندرہ منٹ پر ریڈیو اسٹیشن پر چیک اِن کیا اور وہ ہمیشہ کی طرح میرے انتظار میں منیر ریڈیو اسٹیشن کے ریسپشن کے اردگرد جیب میں ہاتھ ڈالے چکر کاٹ رہے تھے۔

میں اور منیر پچھلے ایک سال سے 'ملن کا سفر' ساتھ کر رہے تھے۔ محبت اگر دل اور دماغ سے پتا کر لینے کے بعد کی جاتی تو شاید میں یہ بھی بتا دیتی کہ مجھے ان سے کب محبت ہوئی۔

''اسلام وعلیکم میری ہونے والی مسز منیر!'' مجھے دیکھتے ہی منیر کے چہرے پر بے ساختہ مسکراہٹ اُمڈ آئی۔ منیر! میرے ہونے والے شوہر اور اس کے ساتھ ساتھ میرے کو آر جے بھی تھے۔

''وعلیکم السلام! انتظار کر رہے تھے ناں میرا؟ مت کیا کریں میرا انتظار۔ میں تو ہمیشہ ہی دس پندرہ منٹ تاخیر سے آتی ہوں۔ آپ تب تک شو کا ماحول قائم کر لیا کریں۔ ہمارے شو کے فینز ویسے بھی بڑے ناراض رہتے ہیں۔ شو دیر سے شروع کرنے اور وقت سے دس منٹ قبل ختم کرنے پر۔'' میں ریسپشن پر حاضری دیتے ہوئے اُن سے مخاطب تھی۔

"اچھا اب نہیں کروں گا انتظار، 14 تاریخ تو ویسے بھی کافی قریب ہے۔ کیوں؟" وہ میرے کانوں کے قریب آ کر بولے۔ ان کی آواز میں اپنائیت تھی، میرے لیے عزت تھی اور بہت ساری محبت۔ مجھے اُن کی آواز سے محبت تھی، اور اُن سے عشق۔

"کتنا مزہ آئے گا جب یہ سرپرائز نیوز ہم اپنے فیز کو سنائیں گے کہ ہم 14 تاریخ کو شادی کرنے جارہے ہیں۔ جلدی سے اسٹوڈیو چلیں ویسے بھی کافی میں نے آج کے لیے۔ ویسے ایک بات تو طے ہے، ہمارے فینز کو 'ملن کا سفر' سے محبت ہو نہ ہو، اس کے دو فرضی کردار عدیان اور عائرہ سے تو عشق سا ہو گیا ہے جیسے۔ کیوں؟ صحیح کہا ناں!" ہم اسٹوڈیو پر دستک دے چکے تھے۔

"ہوں...... اِن فیکٹ ان کے عشق کا بخار تو اس قدر بڑھ گیا ہے۔ کہ یہ جاننے کے باوجود بھی کہ وہ دونوں کردار فرضی ہیں، وہ ان کی کہانی کو اصل سمجھنے

لیٹ ہوگئے ہیں۔ آج کی تھیم تیار کر کے لائے ہیں ناں آپ؟"

اسٹوڈیو کی جانب برق رفتاری سے قدم بڑھاتے اپنے دونوں ہاتھوں کو سردی کے باعث مسلتے ہوئے میں نے اُن سے دریافت کیا۔

"ہاں! تھیم بڑی زبردست قسم کی تیار کی ہے۔ لگے ہیں۔" منیر میرے لیے کرسی سیٹ کرنے کے بعد مائیک کی چیکنگ کرنے لگے۔

"صحیح کہہ رہی ہو تم، پر آج تو سب اور بھی زیادہ یقین کرنے لگیں گے۔ عدیان اور عائرہ کی سرگزشت پر، یہ تسلیم کر لینے کے بعد کہ ہم دونوں بہت جلد ایک نئے رشتے میں گرہ لگانے جارہے ہیں، کیوں!"

'ملن کا سفر' آن ایئر ہو چکا تھا، اس لیے میں ان کی بات کا جواب نہ دے پائی۔

منیر نے رومانی گیت لائن اَپ کر دیا اور اب ہم دونوں اپنی باتیں کرنے میں مشغول ہو گئے۔

منیر نے اسٹوڈیو کے انجینئر صاحب سے کہہ کر دو کپ کیپوچینو (Cappuccino) منگوائی اور ہم دونوں نے اپنے کانوں سے ہیڈ فونز اتار کر سامنے رکھ دیے۔

''منیر مجھے کارساز والے راستے اور خاص طور پر اس پل سے بہت خوف آتا ہے۔ ایسا کیا ہے وہاں؟ آپ بھی میری یہ بات سن کر پریشان ہو گئے ہوں گے۔ پر میں کیا کروں وہاں کوئی ایسی پراسراریت ہے جو مجھے اپنی جانب کھینچتی بھی ہے اور خوف بھی دلاتی ہے۔ معمول کے مطابق ایک بار پھر میں نے اپنے اندر چھپا کارساز والا خوف منیر کے سامنے ظاہر کیا۔

''کیوں ڈرتی ہو اس جگہ سے؟ مجھے تو وہ خاص رومانی اور پُرسکون جگہ لگتی ہے۔ وہاں کیسا ڈر بھلا اور یہ تو اچھا ہی ہوا ناں! تم ایک بار پھر واپسی میں میرے ساتھ چلوگی، ویسے بھی آج ہماری یہاں آخری رات ہے، اس کے بعد 14 فروری تک ہم مل نہیں سکیں گے اور نہ ہی 'ملن کا سفر' کر سکیں گے۔'' منیر میری نگاہوں پر گرتے بالوں کو اپنے ہاتھوں سے میرے کانوں کے پیچھے اڑسنے لگے۔

''ہوں!! ویسے بڑے دل والے ہیں ہمارے گھر والے جنھوں نے ہمیں آج کا آخری شو کرنے دیا، ورنہ شادی سے کچھ دن قبل تو کسی کے گھر والے منگنی شدہ جوڑوں کو ملنے بھی نہیں دیتے۔'' میں باتیں کرتے کرتے فیس بک پر موصول ہونے والے کومنٹس پڑھنے لگی۔

''ٹھیک کہہ رہی ہو، ہمارے گھر والوں کو ہم پر پورا اعتماد ہے ناں تبھی تو ہم آج یہاں ہیں۔ ویسے تم نے ایک بات نوٹ کی تسمیہ؟'' منیر اپنے جملوں کے آخر میں میرے لیے ایک سوال چھوڑ گئے۔

''کون سی بات؟'' کوفی کے دو کپ جس پر سے غائب ہوتا ہوا دھواں اُٹھ رہا تھا، ہمیں پیش کیے جا چکے تھے۔

''یہی کہ تم نے مجھے کبھی آئی لو یو (I Love you) نہیں کہا۔ جب بھی کہا صرف یہی کہا کہ مجھے آپ اچھے لگتے ہیں۔ میں آپ سے شادی کرنے کے لیے تیار ہوں پر کبھی سیدھے منہ اظہارِ محبت نہیں کیا۔''

اُف! منیر نے مجھ سے کتنا کٹھن سوال کر لیا تھا، مجھ سے آج تک ہمت اکٹھا نہ ہو سکی منہ در منہ آئی لو یو کہنے کی۔ میں اِک پل کے لیے ہونق سی ہو گئی پھر کہنے لگی۔

''ہیڈ فونز لگا لیجیے کانوں میں۔''

''پر میری بات کا جواب تو دو تسمیہ، مجھے آج تمہارے منہ سے آئی لو یو سننا ہے بس!'' میں کانوں میں ہیڈ فونز لگا چکی تھی اس لیے اُن کی باتیں سننے سے قاصر رہی۔ ''اور اس خوبصورت گیت کے اختتام کے ساتھ ہم لیے چلتے ہیں آپ کو پھر سے پروگرام کی جانب۔''

اور پروگرام کے اختتام پر منیر نے بولنا شروع کیا۔

''فیس بک پر آپ کومنٹس دیکھ کر، آپ کے میسجز کے ذریعے آپ کا تجسس دیکھ کر ہم نے یہ طے کر لیا ہے کہ عدیان اور عائزہ کی اس گفتگو کے بعد ہم ڈنکے کی چوٹ پر اس خوش خبری کا اعلان کر دیں گے۔'' منیر نے اعلان کر دیا کہ ہم اس خوش خبری کا اعلان کچھ ہی پل میں کرنے والے ہیں۔

وہی بیک گراؤنڈ میوزک، بارش کے قطروں کی رم جھم اور وائلن کی موسیقی ایک بار پھر چلا دی گئی۔

''آپ تو بڑے بانورے ثابت ہوئے عدیان صاحب! محبت کرنے والوں کا بھلا کوئی ایک دن ہوتا ہے؟ یہ اپنے اظہار کے ہونے کے لیے 14 فروری جیسی تاریخ کا انتظار نہیں کرتی، اظہارِ محبت کسی بھی دن، کسی بھی لمحے کر دیتی ہے، پھر یہ وہ دن اظہارِ محبت کا، دو محبت کرنے والوں کے لیے 14 فروری کا دن بن جاتا ہے۔ سمجھے آپ!'' میرے منہ سے نکلے جملے اب مسکراہٹ کے لکھے جملے نہ تھے، منیر بھی یہ جملے سن کر ہکا بکا رہ گئے، اب کیا کہیں گے وہ، اب مزہ آئے گا ان کو تنگ کرنے میں، بہت تنگ کر لیا انھوں نے مجھے، پر اب میری باری تھی۔

''اس کا منشا یہ ہوا کہ ہمیشہ کی طرح آج بھی مجھے

فقط تمہارا انتظار کرنا پڑے گا؟ یہ انتظار صدیوں جیسا کیوں ہوتا ہے۔ میرے اللہ!'' تو یہ جملے اُن کے تھے، نہ کہ اسکرپٹ کے، پر دیکھا جائے تو اسکرپٹ انھوں نے ہی لکھی تھی۔ تو کیا جواب تک انھوں نے کہا وہ ان کے دل کی زبان تھی؟

''کیونکہ یہ انتظار ہوتا ہے! اور انتظار تو کرنا پڑتا ہے، ہم انتظار کرنا بھی ترک نہیں کر سکتے، خاص طور پر کسی کے اظہارِ محبت کا! اب میری نظریں صرف ان پر تھیں اور ان کی مجھ پر، دوبارہ ہماری کیپوچینو، جس پر سے کچھ دیر قبل دھواں اُٹھ رہا تھا، اب بالکل سرد پڑ چکی تھی، پر اس کا ایک گھونٹ بھی اب تک ہم دونوں کے گلے میں نہیں اترا تھا۔ اس قدر محو تھے ہم۔ ملن کا سفر میں یا پھر ایک دوسرے میں۔

''اگر میں نے انتظارِ محبت کرنا چھوڑ دیا ناں، اور اس دنیا سے تمہارا اظہار سنے بغیر چلا گیا، تو بہت روؤ گی تم! سمجھیں!'' ان کی آواز میں محبت تھی اور الفاظ میں دھمکی، میں رہ نہ پائی اور کہہ بیٹھی۔

''میں بہت محبت کرتی ہوں آپ سے منیر، آئی ریئلی لو یو! پلیز ایسا مت کہیں۔''

تمام تر الفاظ آن ایئر جا چکے تھے۔ تمام سننے والوں نے ایک ایک لفظ سن لیا تھا۔ اظہارِ محبت ڈنکے کی چوٹ پر کیا جا چکا تھا۔ میں بالکل ساکت ہو گئی، یہ سوچنے کے بعد کہ میرے کہے تمام الفاظ آن ایئر جا چکے ہیں۔ میں دم سادھے اپنی کرسی پر ڈھے گئی۔

منیر نے سامعین کے لیے ایک گیت چلا دیا، پھر اپنے ہیڈ فونز رکھ کر کرسی پر اپنے دونوں بازوؤں کو سر کے پیچھے لے جا کر ٹیک لگائے مجھے مسکرا کر دیکھنے لگے، جیسے ان کا کوئی اولین مقصد پورا ہو چکا ہو۔

''آئی لو یو ٹو تسمیہ!' مجھے پتا نہیں چلا کہ انھوں نے میرے کانوں پر سے کب ہیڈ فونز ہٹائے اور میرے کانوں کے بالکل نزدیک آ کر جوابی اظہار پیش کرنے لگے۔

''آپ بہت وہ ہیں منیر، مجھے کوئی بات نہیں کرنی آپ سے، بھلا اس طرح کرواتا ہے کوئی کسی سے محبت کا اظہار؟ بات مت کریں آپ مجھ سے۔'' میں ہیڈ ڈاؤن کر کے بیٹھ گئی۔

''تسمیہ! جہاں محبت ہوتی ہے وہاں اظہار بھی ہوتا ہے اور جہاں اظہار نہ ہو، وہ محبت ادھوری رہتی

ہے۔ کچھ تشنگی سی رہ جاتی ہے اس میں۔ میں تمہارے کردار سے اچھی طرح واقف ہوں میری ہونے والی مسز منیر! مجھے پتا تھا تم کبھی اظہار کرنے والی نہیں ہو، اسی لیے مجھے یہ طریقہ اختیار کرنا پڑا۔ ویسے آج تم نے میرے یقین کو اور پختہ کر دیا کہ تم مجھ سے کتنی محبت کرتی ہو!'' وہ میرے پیچھے کھڑے تھے اور میرے کانوں کے قریب سر جھکا کر محبت کی زبان بول رہے تھے۔

میں اپنی کرسی پر سے فوراً اُٹھ گئی اور ان کے گلے لگ گئی۔ مجھے نہیں پتا کہ اس وقت مجھے کیا ہوا تھا۔ بس اُن کے کھونے کا ڈر بھی مجھے قبر میں اتار دیتا تھا۔

''منیر مجھے کبھی چھوڑ کر مت جائیے گا آپ کو قسم ہے میری!'' میں ان کے گلے پہلی بار لگی تھی اور جب انھوں نے مجھے خود سے لگایا تو میں نے خود کو بہت محفوظ پایا تھا۔

''تمہاری قسم! تمھیں کبھی تنہا کر کے نہیں جاؤں گا۔'' وہ مجھے اسٹوڈیو میں گلے لگا کر اپنی محبت کا یقین دلانے لگے۔ وہ اسٹوڈیو، جو ہمارے لیے اب ایک یادگار بن کر رہنے والا تھا۔ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔

''وہ...... وہ...... گیت ختم ہونے والا ہے، ہمیں 'ملن کا سفر' کا اختتام بھی کرنا ہے۔'' میں نے خود کو نہ چاہتے ہوئے بھی ان سے دور کیا اور اپنی کرسی پر براجمان ہو گئی۔

''لیکن ایک بار پھر ہم آپ کے سامنے حاضر ہیں 'ملن کا سفر' میں آپ کو انتظار کروائے بغیر ہم آپ کو یہ خوش خبری سنانا چاہتے ہیں کہ...... کہ میں اور تسمیہ اس ماہ کی 14 تاریخ کو شادی کے بندھن میں بندھنے جا رہے ہیں۔ ہم شادی کر رہے ہیں۔'' منیر نے ہماری شادی کا اعلان بالآخر کر ڈالا۔

''جی ہاں! اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتاتے چلیں کہ آج کا شو ہمارا آخری شو ہے، 'ملن کا سفر' ہمارے لیے بہت بہت زیادہ خوب صورت ایکسپرینس تھا۔ منیر کی باتوں کو میں لے آگے بڑھایا۔

''اور ہاں! یہ بات کہنا بجا ہوگا کہ 'ملن کا سفر' نے منیر اور تسمیہ کو ایک کرنے میں بہت زیادہ اہم کردار ادا کیا، خاص طور پر اس میں جنم لینے والے دو اہم کردار عدیان اور عائزہ نے جو بلاشبہ ہم دونوں تھے۔ یہ ہمارا بھلے آخری شو ہے مگر...... ہم نہیں تو ہمارے بعد کوئی اور اس سفر کو جاری رکھیں گے۔ آپ کو ہمارے بعد کوئی اور عدیان اور عائزہ مل جائیں گے جو کل کو 'ملن کا سفر' کا یہ سفر جاری رکھیں گے۔ پر یہ سفر کبھی ختم ہونے نہ پائے گا۔'' منیر نے مسکراتے ہوئے مجھے بولنے کا موقع دیا۔

''دلوں کی سرزمین کو تر ہونے کے لیے۔
کسی رم جھم کی ضرورت کہاں ہوتی ہے
عشق جب دونوں سمت عروج پر ہو تو
یہ آگ کا دریا بھی محبت کی برسات بن کر برسنے لگتا ہے۔

یہ تھی 'ملن کا سفر' کی ٹیگ لائن جو کبھی تبدیل نہ کی جا سکی کیونکہ ہمیں یہ لائنز دہرانے کی عادت سی ہو گئی تھی۔ ان چند سطور سے ہمیں محبت سی ہو گئی تھی۔ ان سطور کی ایک ایک سطر پر ہمیں یقین ہو گیا تھا۔

جانے انجانے میں اتنا کہوں گی کہ ہماری ازدواجی زندگی کے لیے آپ سب کی دعاؤں کی بہت ضرورت ہے، دعاؤں میں یاد رکھیے گا۔ اللہ حافظ۔''

اور پھر ہم نے 'ملن کا سفر' اور عدیان اور عائزہ کو ہمیشہ کے لیے الوداع کہہ دیا۔

☆☆☆

آج 14 فروری کی رات تھی۔ ہماری شادی کی رات۔ میرے ہاتھوں پر ان کے نام کی مہندی رچی تھی اور میری دھڑکنوں پر ان کے نام کی سانسیں دم لے رہی تھیں۔ وہ آج باقی دنوں سے کہیں زیادہ فریش اور حسین لگ رہے تھے۔ نکاح کے دو بولوں کے بعد میں آفیشلی تسمیہ منیر بن گئی تھی۔ مسز منیر!

رخصتی ہو چکی تھی اور اب ہم دونوں گاڑی میں بیٹھ گئے تھے۔ مگر آج، ایک بار پھر مجھے اس خوفناک پُل پر سفر کرنا پڑا، اپنی شادی والی رات کو بھی۔ پتا نہیں یہ راستہ میری زندگی کا حصہ اب تک کیوں بنا رہا۔

ہم کارساز برج پر پہنچ چکے تھے۔ ٹریفک ذرا بھی جام نہیں تھا ان دنوں شادیاں رات دیر تک ہوا کرتی

تھیں۔ رات کے تین بج رہے تھے۔ وہ میرا ہاتھ پکڑے بیٹھے تھے۔ جبکہ میرے منہ پر پوری طرح گھونگھٹ تھا۔ اتنے میں سامنے سے ایک ٹرک آیا، جو رانگ وے پر چلا آ رہا تھا اور ہماری پھولوں سے بجی گاڑی اس سے جا ٹکرائی۔ گاڑی ٹرک سے ٹکرانے کے بعد کارساز کے پُل سے نیچے جا گری جہاں صرف ریل کی پٹری تھی اور کچی آبادی۔

☆☆☆

میری آنکھ کھلی تو میرے آس پاس عجیب و غریب قسم کی چیزیں تھیں، دوائیوں کی بدبو، ECG مشین اور میرے ہاتھوں میں لگی ڈرپ۔ میں اسپتال میں پڑی تھی۔ آنکھ کھولتے ہی میرے دماغ میں کارساز روڈ کی دھندلی سے تصویر ابھر آئی، ہماری شادی کی رات تھی، میں گاڑی میں بیٹھی تھی اور انھوں نے میرا ہاتھ تھاما ہوا تھا۔ منیر!

میں نے اپنے ہاتھوں میں لگی ڈرپ نکال پھینکی اور پورے اسپتال میں منیر منیر چلانے لگی۔ نرسیں مجھے پکڑنے لگیں پر میں حواس باختہ ہو چکی تھی۔ میں نے اپنے سے کچھ فاصلے پر اپنے اور منیر کے گھر والوں کو پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے دیکھا تو دوڑ کر ان کے پاس چلی گئی۔

میری جان! میری تسمیہ تم ٹھیک تو ہوناں؟ یا اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے تُو نے میری بچی کو بچالیا۔'' مجھے اس وقت کچھ یاد نہیں آ رہا تھا کہ وہاں موجود لوگوں میں سے کون میرے ابو تھے اور کون میرے سسر مگر وہ آواز میری امی کی لگ رہی تھی۔

''منیر کہاں ہیں؟ کہاں ہیں میرے منیر؟ کوئی کچھ بولتا کیوں نہیں۔ میرے منیر کہاں ہیں۔'' میں نے بہت بُری طرح چلانا شروع کر دیا۔ پر کسی نے میرے سوال کا جواب نہ دیا۔ اتنے میں میرے سامنے سے ایک مردے کو لے جایا جا رہا تھا جس کے منہ کے اوپر چادر تھی۔ میں نے بغیر کچھ سوچے سمجھے اس چادر کو ہٹا دیا تو دیکھا کہ وہ مسکراتا ہوا چہرہ میرے منیر کا تھا۔ مگر وہ اب اس دنیا میں نہیں تھے۔ میں بیوہ ہو گئی تھی، شادی کی پہلی رات کو ہی میرا گھر اجڑ گیا تھا، میری سانسیں مجھ سے چھین لی گئی تھیں، کچھ نہیں بچا تھا میرے پاس۔ شادی کے بعد کے خواب جو ہم نے ساتھ دیکھے تھے، ہمارا ہنی مون، ہمارے بچے، سب کچھ چکنا چور ہو گیا تھا بس زمین پھٹنے کی دیر تھی جس میں مجھے دفن ہو جانا تھا۔

☆☆☆

اگلے روز لوگ مجھے دلاسے دے کر جانے لگے، جبکہ وہ خود بھی جانتے تھے کہ ان کے دلاسے میرے لیے کچھ نہ کر پائیں گے۔ میری عدت کے دن شروع ہو گئے تھے جو ہجر کے دنوں سے کہیں زیادہ دردناک اور جان لیوا تھے۔ مجھے گھر سے باہر نکلنے کی اجازت نہ دی گئی۔ میں آج بھی اپنے سسرال میں موجود ہوں۔

رات کے ایک بجے جب سب سو گئے تھے، تب میری نند نے میرے کہنے پر میری مدد کی اور چوری چھپے اپنے ڈرائیور کے ساتھ مجھے وہاں بھیج دیا جہاں میں نے اپنی زندگی کے سب سے خوب صورت لمحات گزارے تھے۔

'ملن کا سفر' اسٹوڈیو، مائیک، ہیڈفونز، منیر کی کرسی۔ بقول منیجر صاحب ہمارے جانے کے بعد کوئی بھی 'ملن کا سفر' اور اس اسٹوڈیو میں جگہ نہ لے سکے گا۔ مجھے اب بھی اس اسٹوڈیو کے چپے چپے سے منیر کی خوشبو آ رہی تھی۔ ان کا میری جانب دیکھنا، مجھے اپنی حفاظت میں رکھنا اور...... مجھے اپنے گلے سے لگانا۔

شاید اللہ جانتا تھا کہ منیر مجھ سے ملن سے پہلے ہی جُدا ہو جائیں گے اس لیے شادی سے پہلے مجھے ان کو محسوس کروا دیا۔ میں بہت بُری طرح رو دیتی اگر تھوڑی دیر اور بھی اس اسٹوڈیو میں رہتی۔ اس لیے میں وہاں سے باہر آ گئی۔ میں نے منیجر صاحب اور بقیا تمام لوگوں سے پردہ کیا ہوا تھا۔

ایک بار پھر زندگی مجھے اس راستے پر لے چلی جہاں سے مجھے خوف آتا تھا اور بجا آتا تھا۔ اس راستے نے مجھے میرے منیر سے جدا کیا۔ ہمارے ملن کے سفر میں رکاوٹ بنا، اس راستے کے لیے میں جتنی بددعائیں کروں، کم ہیں۔

اب میں پُل کی اس جگہ آ گئی تھی جہاں سے

ہماری گاڑی نیچے گری تھی۔ پہلے تو میں پُل کے اوپر کھڑے ہو کر دیکھنے لگی، پھر کچھ دیر بعد پُل کے نیچے اتر کر اس جگہ چل پڑی جہاں ہماری گاڑی گری تھی۔ جس جگہ سے مجھے اتنی نفرت تھی آج میں اس جگہ کے دل میں کھڑی تھی۔ منحوس جگہ! اس حادثے کو صرف ایک ہی دن گزرا تھا اس لیے ہماری گاڑی وہاں سے اب تک اٹھائی نہ گئی۔

میں نے اظہارِ محبت کر تو دیا تھا منیر پھر آپ کیوں چلے گئے مجھے چھوڑ کر؟ جھوٹے ہیں آپ، دھوکے باز ہیں، میرے نام کی جھوٹی قسم کھائی آپ نے۔ میں آپ کو کبھی معاف نہیں کروں گی...... پر! ایسا تو تب ہوگا ناں جب میں زندہ رہوں گی۔ میں بھی خود کو مار دوں گی۔ نہیں رہنا مجھے آپ کے بغیر اس دنیا میں۔

''یہ 'ملن کا سفر' ہے جو صرف سانس کا کام نہیں کرتا۔ سانسیں تو مرنے کے بعد ہمارا ساتھ چھوڑ جاتی ہیں، یہ روح کا کام کرتا ہے، احساس کا کام کرتا ہے، اگر ہمارے چاہنے والے ہم سے بچھڑ بھی جائیں تو ان کی محبت بھری آواز ہمیں سنائی دیتی ہے۔''

یہ الفاظ تو منیر کے تھے، مجھے تو یہ الفاظ یاد بھی نہیں پھر یہ مجھے سنائی کیوں دے رہے تھے؟ میں نے نظریں اٹھا کر اِدھر اُدھر دیکھا تو وہ پیچھے سے میرے پاس آ رہے تھے، وہ منیر تھے، میرے منیر۔ شادی والی شیروانی پہن کر وہ میرے پاس آ رہے تھے۔

''تم بہت محبت کرتی ہو ناں مجھ سے؟ مجھے اپنانا چاہتی ہو؟ ہمیشہ میرے ساتھ رہنا چاہتی ہو؟'' وہ میرے قریب آ کر مجھ سے پوچھنے لگے۔

''منیر آپ زندہ ہیں! خیر جو بھی ہے، میرے ساتھ چلیں، گھر والے بہت خوش ہوں گے آپ کو دیکھ کر۔'' ان کو دیکھ کر میرے مردہ جسم میں جان آ گئی تھی۔ اور میں ان کے گلے لگ گئی، ٹھیک اسی طرح جس طرح 'ملن کا سفر' کے آخری دن لگی تھی۔ مگر یہ کیا ہوا؟ ان کے گلے لگنے کے چکر میں میں خود آپ کو ہی چھو گئی۔

''میں اب روح بن گیا ہوں تسمیہ، جو آج تمھیں دلاسا دینے یہاں آیا ہوں۔ تم بس میری باتوں کا جواب دو میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے، میری جان!'' ان کی آنکھوں میں میرے لیے پریشانی تھی۔

''ہاں! ہاں منیر بہت محبت کرتی ہوں آپ سے، ہمیشہ ساتھ رہنا چاہتی ہوں آپ کے۔'' میں نے روتے روتے ان سے کہا۔

''تو بس میرے لیے دو کام کرنا! اگر مجھے حاصل کرنا ہے تو میرے لیے دو قربانیاں دینا پڑیں گی۔'' انھوں نے میرے مہندی والے ہاتھوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''صرف دو قربانیاں؟ میں خود کو آپ کے لیے قربان کر دوں اور آپ صرف دو کی بات کرتے ہیں؟'' میں نے سنجیدگی کے ساتھ جواب دیا۔

''یہی کام تو تمھیں نہیں کرنا۔'' وہ بولے۔

''تو پھر؟'' میں نے تجسس ظاہر کی۔

''پہلا کام یہ کہ تم کبھی خودکشی کرنے کی کوشش نہیں کرو گی، نا ہی کبھی مرنے کی بددعا کرو گی اور دوسرا کام تو تم ویسے بھی نہیں کرو گی۔ پر میں تمہارے معاملے میں پوزیسو ہوں اس لیے کہہ رہا ہوں، چاہے پوری کائنات تمہاری دوسری شادی کروانا چاہے تم ہرگز نہ کرنا، تم صرف میری تسمیہ ہو، میری روح کی طرح ہو! میں تمہارا انتظار کروں گا اُس دنیا میں!''

وہ اپنے آخری کلمات دہراتے ہوئے غائب ہو گئے۔ پر اُن کی وہ ایک ملاقات ملن کی امید دے گئی، جینے کا سہارا دے گئی۔

☆☆☆

آج میں اڑتیس سالہ تسمیہ ہوں جس کی دنیا بھر نے شادی کروانا چاہی پر میں نے صاف انکار کر دیا۔ اگر میں ہوں تو صرف منیر کی۔ اب مجھے صرف اپنی موت کا انتظار ہے۔ جو اللہ کی مرضی ہے، جب چاہے دے، تب ہمارا یہ 'ملن کا سفر' کامل ہو جائے گا اور ہماری ادھوری کہانی مکمل ہو جائے گی ہم ایک ہو جائیں گے۔ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔

☆☆☆